نظامیہ کتاب گھر، لاہور

اُصولِ تکفیر

تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر

تصنیف

پیر طریقت، رہبر شریعت، شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ

نظامیہ کتاب گھر لاہور

نام کتاب .... اُصول تکفیر

مصنف .... حضرت علامہ پیر محمد چشتی چترالی
شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت گیٹ پشاور شہر

پروف ریڈنگ .... مولانا محمد مراد نورانی چترالی ۔ سید ظاہر علی شاہ

سرِ ورق .... عدنان گرافکس لاہور 0321-4374818

کمپوزنگ .... محمد عاطف شہزادہ ۔ حافظ محمد ظفر چشتی

باہتمام .... حافظ محمد داوٗد چترالی

ہدیہ

ملنے کے پتے

جامعہ نعیمیہ کراچی ۔ مکتبہ ابو حنیفہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور ۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ انوار العلوم ملتان

مکتبہ قادریہ رضویہ اسفندیر پائن حافظ محمد شاہی بخت

جامعہ جنیدیہ غفوریہ جمورد روڈ پشاور

مکتبہ قادریہ ہجرہ آزاد کشمیر مولانا محبوب قادری

مکتبہ دار العلوم تعلیم القرآن موڑکشت چترال

نظامیہ کتاب گھر، لاہور

40 اردو بازار زبیدہ سنٹر لاہور

نص وارد ہوا ہے قواعد عربیہ اور مسلمہ اصولوں کے خلاف اس میں تاویل کر کے اس کے ظاہری مدلول ومفہوم سے انکار کیا جائے تو اس میں لزوم کفر ثابت ہوتا ہے جبکہ التزام کفر تب ثابت ہوسکتا ہے کہ نص کے ظاہری مدلول ومفہوم کو اس کا مدلول ومفہوم عقیدہ کرنے کے بعد بغیر کسی تاویل کے انکار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس پر نص اگرچہ موجود ہے تاہم میں اس کے اس مدلول ومفہوم کو تسلیم نہیں کرتا۔ تو لزوم کفر واقعہ اور نفس الامر کے اعتبار سے ہوتا ہے جبکہ التزام کفر منکر کے عقیدہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کفر کے لازم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ قائل پر انکار وکفر والا جو عقیدہ عائد ہو رہا ہے اسے اس کا علم ہی نہیں ہے۔

(فتاویٰ عزیزی، حصہ اول، صفحہ 122، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، یوپی، ہندوستان)

لزوم اور التزام کفر کے مابین تفریق کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام اپنی جگہ حقیقت ہونے کے باوجود بادی النظر میں درج ذیل اشتباہات کا موجب ہے۔

اول یہ کہ اس سے لزوم کفر کا تاویل اور التزام کفر کا عدم تاویل کے ساتھ مخصوص ہونے کا شبہ ہو رہا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ لزوم کفر بغیر تاویل کے بھی ہوسکتا ہے جیسے دنیا تاویل سے ناآشنا عوام کے کلام میں ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح التزام کفر تاویل کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے ختم نبوت زمانی ﷺ کے اجماعی تواتری اور ضرورت دینی والے عقیدہ سے متعلقہ آیت کریمہ کو خاتم النبین بمعنی افضل الانبیاء اور متصف بوصف النبوۃ بالذات کے مفہوم میں تاویل کر کے ختم النبوۃ زمانی والے عقیدہ کو جہلاء کا خیال قرار دینے

میں ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اس سے لزوم کفر میں قائل کو کفر کا علم نہ ہونے اور التزام کفر میں قائل کو اس کا علم ہونے کے تقابل کا اشتباہ ہو رہا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے کیونکہ التزام کفر میں متکلم کو اپنے کلام کا کفریہ ہونے کا علم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ انجانے میں بھی شجرہ خبیثہ کے اس زہر کو پیا جا سکتا ہے۔ جس کی عملی اور معروضی صورتوں کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے۔ ایسے میں قائل کو کفر کا عقیدہ ہونے اور نہ ہونے کی تفریق کا کوئی مقصد ہی نہیں رہتا۔

تیسرا یہ کہ اس میں بظاہر تاویل اور عدم تاویل کی تفریق کے ساتھ کسی منصوص علیہ حکم سے انکار کو دونوں کیلئے معیار قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ منصوص علیہ ظنی بھی ہو سکتا ہے قطعی بھی اور ضرورت دینی بھی جو انداز کلام بھی ضرورت دینی کی تکذیب پر منتج ہو کفر ہوتا ہے' لہٰذا یہ بھی کفر ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نوراللہ مرقدہ کے مذکورہ کلام سے ان اشتباہات کے جنم پانے کو ہم سوءِ فہم کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتے ہیں ورنہ حضرت موصوف کا یہ کلام بے غبار اسلئے ہے کہ اس میں لزوم کفر اور التزام کفر کی تفریق کے سلسلہ میں ہر ایک کی مخصوص شکلوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ ان اشتباہات کی کچھ حقیقت تب ہوتی اگر حضرت موصوف کا یہ کلام لزوم کفر اور التزام کفر کی جامع و مانع تعریف کے طور پر کیا گیا ہوتا ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس میں تفریق کی تفہیم کی غرض سے ہر ایک کی ایک ایک وضاحتی مثال کو ذکر کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ لزوم کفر کے مفہوم میں جو فرمایا ہے؛

عقیدہ رکھتے آئے ہیں اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ اسلامی ماحول میں اتنا مشہور ہے کہ اس کو ثابت کرنے کیلئے کسی دلیل کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی جبکہ باطل تاویل کے سہارے ظاہری اور معمول بہ مدلول و مفہوم سے انکار کر کے اس کے مدمقابل باطل عقیدہ رکھنے والے کا یہ عقیدہ اس آیت کو بے مقصد کرنے کے سوا اور کچھ محمل نہیں رکھتا۔

گویا حضرت شاہ عبد العزیز نور اللہ مرقدہ نے مذکورہ کلام کے اس حصہ میں لزوم کفر کی اس قسم کو ذکر کیا ہے جو ہماری تحقیق کے مطابق لزوم کفر کی مذکورہ فہرست کے مطابق دوسرے نمبر پر ہے یعنی کسی ضرورت دینی کے انکار پر منتج ہو۔ ایسے میں اشتباہ اول، دوم اور چہارم کی راہ بند ہو جاتی ہے کیونکہ ان کے پیدا ہونے کا امکان اس کلام کا لزوم کفر اور التزام کفر کی جامع مانع تعریف پر محمول ہونے کی صورت میں ہو سکتا تھا جب یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔

یہی حال حضرت موصوف کے اس کلام کے دوسرے حصہ کا ہے جس میں التزام کفر کی صورت بتاتے ہوئے فرمایا ہے؛

"التزام وقتی متحقق می شود کہ مدلول نص را مطول نص اعتقاد کردہ بے تاویل انکارش نماید وگوید کہ ہر چند نص وارد شدہ است اما من این معنی را قبول نہ دارم "

کہ یہ بھی التزام کفر کی جامع و مانع تعریف اور اس کی حقیقت بتانے کیلئے نہیں بلکہ لزوم کفر اور التزام کفر کی تمیز بتانے میں سہولت فہم اور فہمائش کی وضاحت کی غرض سے بطور مثال ایک قسم کے بیان پر اکتفا کیا ہے جو ہماری تحقیق کے مطابق التزام کفر کی مذکورہ

"هٰذَا بِالنِّسْبَةِ اِلَى الظَّاهِرِ الَّذِيْ يَحْكُمُ بِهِ الْحَاكِمُ وَاِلَّا فَقَدْ تَكُوْنُ بِدُوْنِهٖ كَمَا لَوْ عَرَضَ لَهٗ اِعْتِقَادٌ بَاطِلٌ اَوْ نَوٰى اَنْ يَّكْفُرَ بَعْدَ حِيْنٍ"

حضرت شاہ عبد العزیز نور اللہ مرقدہ نے بھی فتاویٰ عزیزیہ کی مذکورہ عبارت میں اسی انداز کو اختیار کیا ہے۔ (فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّآخِرًا ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا)

﴿لزوم کفر کا کفر وارتداد نہ ہونے کیلئے قائل کو اُس کا مستلزمِ کفر نہ ہونے کا شرط ہونا﴾

حضرت شاہ عبد العزیز کی مذکورہ عبارت میں لزوم کفر کا امر واقعی ہونے اور التزام کفر کا امر اعتقادی ہونے کی وضاحت اس طرح ہے کہ لزوم کفر کے دو لفظوں میں سے اول لزوم ہے جو کفر کی طرف مضاف ہے اور دوسرا لفظ کفر ہے جو مضاف الیہ ہے اور یہی مضاف الیہ "کفر" اپنے مضاف یعنی لزوم کے لئے فاعل بھی ہے جسکے معنیٰ ہیں (کفر کا لازم ہونا) حقیت بھی یہی ہے کہ لزوم کفر میں کفر آپ ہی کلام کو لازم ہو جاتا ہے جس کا اس کے قائل کو علم بھی نہیں ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں کہا جاسکتا ہے کہ لزوم کفر میں قائل کو اس کا مستلزم کفر ہونے کا علم نہ ہونا شرط ہے۔ ورنہ لزوم کفر نہیں رہے گا بلکہ التزام کفر کی صورت بنے گی۔ کیونکہ کلام کے لازمہ ونتیجہ اور انجام کار کو جانتے ہوئے جیتے جاگتے' سلامتی عقل وحواس کی صورت میں بلا جبر واکراہ ایسے کلام کو اختیار کرنا التزام کفر کی مذکورہ فہرست کے مطابق التزام کفر کی چھٹی قسم سے مختلف نہیں ہے لہٰذا التزام کفر سے بچا کر لزوم کفر کے دائرہ میں

رکھنے کیلئے شرط قرار پاتا ہے کہ قائل کو اس کا علم نہ ہو۔ قربان جاؤں حضرت شاہ عبدالعزیز کی نگاہ بصیرت پر کہ انہوں نے مذکورہ عبارت میں "**پس لزوم کفر نظر بواقع و نفس الامر است والتزام باعتبار اعتقاد منکر**" کہہ کر لزوم کفر اور التزام کفر کے مابین ایک مستقل مابہ الامتیاز کی فہمائش کی ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ

امام عبدالوہاب الشعرانی نے الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں فرمایا؛

"لَا يَكْفُرُ إِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ لَازِمَ كُفْرٍ"

یعنی جب متکلم اپنے کلام کے لازمہ وانجام کو نہ جانتا ہو تو کافر بھی نہیں ہوگا۔

(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر' جلد 2 'صفحہ 123 'مطبوعہ مصر)

المواقف میں ہے؛

"مَنْ يَلْزَمُهُ الْكُفْرُ وَلَا يَعْلَمُ بِهِ لَيْسَ بِكَافِرٍ

یعنی جس کے کلام سے کفر لازم آتا ہو اور وہ اسے نہ جانتا ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

(المواقف' صفحہ 556)

یہ اس لئے ہے کہ کسی کے کلام سے کفر کا لازم ہونا اور بات ہے جبکہ اس کا غیر مسلم و کافر ہونا اور چیز ہے۔ جبکہ التزام کفر میں ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کی بعض اقسام میں متکلم کو نہ صرف علم ہوتا ہے بلکہ دیدہ و دانستہ کفر کو اختیار کر رہا ہوتا ہے۔ جیسے التزام کفر کی عنادی صورتوں میں ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا ہے۔ لزوم کفر اور التزام کفر کی اس تمیز کو علی وجہ البصیرت سمجھنے کیلئے ان میں سے ہر ایک کی گذشتہ صفحات میں بیان شدہ تفصیلی فہرست کو پیش نظر رکھنا ضروری

ہے۔ جس کو سمجھے بغیر دارالافتاء کا تکفیر مسلم کے حوالہ سے غلطی سے بچنا ممکن نہیں ہے کیونکہ لزوم کفر میں متکلم کو کافر قرار دینے کا جواز نہیں ہے جبکہ التزام کفر میں قائل کو کافر قرار دینا واجب ہے۔ ایسے میں فقہاء کرام کی ان عبارات کو سمجھنے کیلئے بھی کفر لزومی والتزامی کے احکام کو جدا جدا سمجھنا دارالافتاء کے فرائض میں سے ہے۔

﴿ کسی غیر اللہ کو مسجود الخلائق کہنے کا حکم ﴾

لزوم کفر اور التزام کفر کے حوالہ سے باعث اشتباہ الفاظ میں کسی غیر اللہ کو مسجود الخلائق کہنا بھی شامل ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز نور اللہ مرقدہ نے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت نظام الدین محبوب اولیاء کے لئے اسے استعمال فرمایا ہے جبکہ ہمارے معاصر علماء کرام میں بعض حضرات اس کو التزام کفر کے قبیلہ سے قرار دیتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نور اللہ مرقدہ کے الفاظ یہ ہیں؛

"بر خنی از اولیائے امت راشعہ محبوبیت آں نصیب شدہ و مسجود خلائق و محبوب طھا کشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم و سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء "

جس کا مفہوم یہ ہے کہ امت کے کچھ اولیاء اللہ کو رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت کا حصہ نصیب ہوا ہے تو خلائق کے مسجود اور دلوں میں محبوب بن گئے، جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء۔

(تفسیر عزیزی "فتح العزیز" صفحہ 322، زیر تفسیر سورۃ الم نشرح)

جبکہ معاصر علماء اس لفظ کو التزام کفر میں شامل کرنے کا فلسفہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ جملہ خلائق کے مسجود ہونے کے مفہوم میں صریح ہے اور تمام خلائق کی طرف سے مسجود ہونا صرف اللہ وحدہ لاشریک کا خاصہ ہے۔ جیسے؛

"وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ"

جس کا مفہوم یہ ہے کہ خاص اللہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ تمام خلائق جو زمین و آسمانوں میں ہیں۔ (سورۃ النحل، آیت نمبر 49)

اس قسم کی جتنی آیات ہیں ان سب سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ مسجود الخلائق ہونا صرف اللہ کا خاصہ ہے جس کو غیر اللہ کیلئے ثابت کرنا صریح شرک ہونے کی بناء پر التزام کفر ہے۔ انصاف یہ ہے کہ معاصر حضرات کا یہ کردار بے محل جرات ہے۔ حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس میں لزوم کفر بھی نہیں ہے چہ جائیکہ التزام کفر ہو سکے۔ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ لفظ سجدہ اپنے شرعی مفہوم کے اعتبار سے عبادت ہے جو صرف اللہ وحدہ لاشریک کیلئے خاص ہے یعنی اس معنی کے اعتبار سے نہ کبھی کسی غیر اللہ کیلئے جائز ہوا ہے نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی مومن مسلمان اس کا تصور کر سکتا ہے۔ جبکہ لغت میں کسی کیلئے تعظیم، اطاعت و تذلل اور اس کے ارادہ کی تکمیل میں موافقت کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے مفردات القرآن امام راغب الاصفہانی میں ہے؛

"وَسُجُوْدُ تَسْخِيْرٍ وَهُوَ عَامٌ فِي الْاِنْسَانِ وَالْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ"

جس کا مفہوم یہ ہے کہ سجدہ عبادت کے مقابلہ میں سجدہ تسخیر ہے جو انسانوں اور

حیوانات سے لے کر نباتات تک جملہ خلائق کو شامل ہے۔

اس مفہوم پر چند قرآنی آیات کو منطبق کرنے کے بعد امام راغب الاصفہانی نے ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کیلئے سجدہ کرنے سے متعلق امر الٰہی کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وَقِيْلَ اُمِرُوْا بِالتَّذَلُّلِ لَهٗ وَالْقِيَامِ بِمَصَالِحِهٖ وَمَصَالِحِ اَوْلَادِهٖ فَائْتَمِرُوْا اِلَّا اِبْلِيْسُ“

اس کے بعد بنی اسرائیل کو باب خطہ میں سجدہ کی حالت میں داخل ہونے سے متعلق امر الٰہی کا مفہوم بتاتے ہوئے فرمایا:

”اَیْ مُتَذَلِّلِيْنَ مُنْقَادِيْنَ“

(مفردات القرآن، امام راغب الاصفہانی، صفحہ 222، مادہ س۔ج۔د)

لسان العرب مادہ ’س۔ج۔د‘ میں ہے:

”سَجَدَ سُجُوْدًا وَضَعَ جَبْهَتَهٗ بِالْاَرْضِ“

اس کے بعد لکھا ہے:

”سَجَدَ اِذَا انْحَنٰى وَتَطَامَنَ اِلَى الْاَرْضِ“

اس کے بعد لکھا ہے:

”وَكُلُّ مَنْ ذَلَّ وَخَضَعَ لِمَا اُمِرَ بِهٖ فَقَدْ سَجَدَ“ اور اسی تذلل واطاعت والے مفہوم کی تمثیل کیلئے ”تَرَى الْاُكْمَ فِيْهَا سُجَّدًا لِلْحَوَافِرِ“ کے مشہور قول کو ذکر کیا ہے۔ جس

کی پوری تفصیل اور پس منظر بتاتے ہوئے محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوی نے لکھا ہے:

''یَجْعَلُ الْجِبَالَ الصِّفَارَ مُذَلَّلَۃً لِلْحَوَافِ وَمَقْهُوْرَۃً تَحْتَهَا حَتّٰی کَاَنَّهَا اِذَا رَئَتِ الْحَوَافِرُ یَسْجُدَنَ لَهَا وَ یَدْخُلْنَ تَحْتَهَا''

جس کا مفہوم یہ ہے کہ حملہ آور لشکر کی تیز رفتاری کا عالم یہ ہے کہ وہ ٹیلوں کو اپنے سموں کے تابع اور ان کے نیچے مسخر بنا لیتے ہیں گویا جب وہ ان کے گھوڑوں کے سموں کو دیکھتے ہیں تو ان کے ارادہ کی تکمیل کرتے ہیں اور ان کے ماتحت مسخر ہو کر داخل ہو جاتے ہیں۔ (شیخ زادہ علی البیضاوی، جلد ا، صفحہ ۲۵۷)

خلاصہ کلام یہ کہ سجدہ عبادت جو وضع الجبۃ علی الارض بنیت غایۃ التعظیم والتذلل جو انسانوں کا خاصہ ہے اور عبادت ہے صرف اللہ وحدہ لاشریک کا خاصہ ہونے کی وجہ سے کسی غیر اللہ کیلئے کسی بھی جہت سے کسی بھی وقت نا قابل تصور جرم اور شرک ہونے کی بناء پر نہ کبھی جائز ہوا ہے نہ ہوگا بلکہ محض تعظیم لا علی وجہ العبادت کے طور پر وضع الجبۃ علی الارض کے مفہوم میں تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف انداز کیساتھ غیر اللہ کیلئے جائز ہونے پر ''سورۃ یوسف اور سورۃ بقرۃ'' میں نا قابل انکار ثبوت موجود ہے جو کسی بھی اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔ اسی طرح سجدہ بمعنی اطاعت و تذلل علی سبیل العبادۃ بدون وضع الجبۃ علی الارض چاہے جس انداز سے بھی ہو جو انسانوں کے سوا باقی جملہ خلائق میں بھی پایا جاتا ہے جس کو غیر اختیاری عبادت بھی کہا جا سکتا ہے یہ بھی عبادت ہونے کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس مفہوم کے اعتبار سے بھی کسی غیر اللہ کو مسجود الخلائق کہنے کا تصور اسلام میں نہیں ہے۔ بالفرض و